قرآن کریم کا نظریہ تسخیرِ کائنات

مسز شاہدہ پروین *

پیش لفظ

خالق و مالک ارض وسمانے اشرف المخلوقات کو ''احسن تقویم'' [1] میں پیدا فرمایا اور اس کی تکریم کے لئے ولقد کرمنا بنی آدم و حملنھم فی البر و البحر [2] کا اعزاز بخشا ما فی السموات والارض [3] کو اس کا تابع اور خدمت گزار بنایا۔ انسان کے تصرف میں کوہ صحرا، بادل گھٹائیں، خاموش فضائیں، گنبد افلاک، سمندر اور ہواؤں کو دیا۔ رحمتِ باری تعالیٰ نے اس بسیط کائنات میں بنی آدم کو حاکمیت کے لئے ایک مکمل اور جامع دستاویزِ ہدایت قرآن کریم عطا فرمائی۔ انسان کو عقل سے نوازا اور عقل کو وحی ربانی کے متعین کردہ اصولوں کے مطابق استعمال کرنے کی تاکید کی۔

انسان کو بار بار اس نظام ہست و بود میں تفکر و تدبر کی تلقین کی ''قرآنی آیات بار بار ہم میں یہ تحریک پیدا کرتی ہیں کہ ہم تخلیق پر غور وفکر کریں۔ کائنات کا مطالعہ و مشاہدہ کریں۔ ستاروں کو دیکھیں، کہکشاؤں کو دیکھیں، کوہساروں کو دیکھیں باران رحمت کو دیکھیں، گرجتے چمکتے بادلوں کو دیکھیں، ہواؤں کا مطالعہ کریں، سمندروں کی کھوج لگائیں اور زمین کو دیکھیں کہ کیسے بچھائی گئی ہے۔'' [4]

غور وفکر کی تاکید اس لئے کی کہ انسان اپنے لیے مسخر کردہ اشیاء سے بھرپور استفادہ کر سکے اور منعم حقیقی کا شکر گزار بندہ بن سکے۔ اسلامی تعلیمات نے نہ صرف روحانی، معاشرتی اور معاشی انقلاب برپا کیا بلکہ سائنسی علوم کی دنیا کو بھی آباد کیا۔ کائنات میں غور وفکر، تذکر و تدبر اور تسخیر کائنات کی قرآنی تعلیمات کی بدولت مسلمانوں میں موجودات عالم میں غور وفکر اور تحقیق و تجربہ کی تحریک پیدا ہوئی۔ عملی و تجرباتی سائنس کی بنیاد پڑی اور علوم و تمدن جدید کا تاریخی انقلاب برپا ہوا یہ قرآنی تعلیمات ہی کی اثر انگیزی تھی کہ ریگزارِ عرب کے بدو اور شتربان انتہائی مختصر مدت میں برق رفتاری

---

* لیکچرر ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور

کے ساتھ پوری مہذب دنیا پر چھا گئے۔ رومی، ایرانی، سریانی، ہندی اور یونانی علوم کے جانشین قرار پائے۔ نہ صرف عرب کو اجالے سے منور کیا بلکہ سارے عالم سے جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دور کیا اور اس بات کے معترف صرف اپنے ہی نہیں بلکہ غیر بھی ہیں۔ Robert Briffault لکھتا ہے کہ "یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو" ۵ ایک اور مغربی مصنف John. W. Camplell لکھتا ہے کہ "اسلام نے سائنس ایجاد کی۔ اہل یونان یا اہل روم نے جدید سائنس کا آغاز نہیں کیا۔ مسلمان فضلاء تہذیب کے مشعل بردار تھے۔ سائنس اور آرٹس میں ان کی تحقیقی سرگرمیاں، دوسری اقوام سے بڑھ کر تھیں۔ لہذا عیسائی مغرب اپنے دماغوں کو روشن کرنے کے لئے روشنی کے اس واحد دستیاب ذریعہ سے استفادہ کرنے پر مجبور تھی جو عرب مصنفین اور مسلم دنیا کے کارناموں کی شکل میں موجود تھی۔" ٦

مگر افسوس کہ بہت جلد اپنوں کی غفلت اور سہل انگیزی نے آفتاب صداقت کو چھپا لیا پھر حالات نے یوں پلٹا کھایا کہ "منبع علم" کے مالک علم کے حصول کے لیے دوسروں کے محتاج بن گئے" جن قوموں نے خداداد قویٰ کو استعمال کر کے اور اللہ کے عطا کردہ سامانوں سے فائدہ اٹھا کر طرح طرح کی کلیں اور کئی قسم کے آلات حرب ایجاد کر لیے وہی آج کل ان قوموں پر حکمران ہیں جنہوں نے تسخیر کائنات سے منہ موڑ لیا۔ علامہ اقبالؒ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

تسخیر کا مفہوم

لغوی مفہوم

(ا) سخرته ای قهرته و ذللته

وسخره تسخیراً: کلفه عملا بلا اجره ۸

یعنی تسخیر سے مراد پست کر دینا، عاجز کر دینا اور اجرت کے بغیر کسی کام کا مکلف بنا دینا ہے۔

درج بالا معانی کے ساتھ ساتھ والتسخیر :التذلیل ۹

سخر یسخر تسخیرا أ (۱) کلنه عملا بلا اجرة

(۲) کلفه مالا یرید

(۳) قهره :سلطه علیه الحیوان ذلله ۱۰

سخر: کلفه عملا بلا اجرة ۱۱ Force to do something for nothing التسخیر کے معنی کسی کو کسی خاص مقصد کی طرف زبردستی لے جانا کے ہیں۔ ۱۲

ان تمام لغوی مفاہیم کو سامنے رکھتے ہوئے گویا تسخیر سے مراد ہے کسی کو تابع کرنا، عاجز کرنا، پست کرنا، بلا اجرت کسی کام پر لگا دینا اور بغیر کسی معاوضہ کے خدمت لینا کے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم

تسخیر ما فی السموت: تسخیر الشمس والقمر والنجوم للآدمیین و هو الا نتفاع بها فی بلوغ منا بتهم والا قتداء بها فی مسالکهم و تسخیر ما فی الارض: تسخیر (۲) بحارها و انها ر ها و دوابها و جمیع منا فعها ۱۳

امام فخر الدین رازی آیات قرآنیہ میں تسخیر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”ان اللـه سخر لکم ما فی الارض ۱۴ ای ذلل لکم ما فیها فلا اصلب من الحجر ولا احد من الحدید ولا اکثر هیبة من النار۔ و سخر الحیوانات ایضا حتی ینتفع بها من حیث الا کل والر کوب والحمل علیها۔ و تسخیره الفلک هو من حیث سخر الماء والریاح لجر یها ۱۵

جلال الدین المحلی والسیوطی تسخیر کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

وسخرلکم ما فی السموات والا رض ۱۶ من شمس وقمر و نجوم و ماء و غیره ، من دابة و شجر و نبات والنهار و غیر ها ای خلق ذلکم لمنا فعکم ۱۷ ابو الفضل شهاب الدین السید محمود اللالوسی

و سخر لکم ما فی السموت و الارض ۱۸؎ کی تفسیر میں لکھتے ہیں" والمعنی سخرہ هذه الا شیاء جمیعا کا ئنة منه و حاصلة من عنده یعنی انه سبحانه مکونها و موجدها بقدرته و حکمته ثم سخر ها الخلقه۔" ۱۹؎

عماد الدین ابن کثیر تسخیر کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں" دن رات برابر تمہارے فائدے کے لیے آتے جاتے ہیں۔ سورج چاند گردش میں ہیں، ستارے چمک چمک کر تمہیں روشنی پہنچا رہے ہیں۔ ہر ایک کا ایک ایسا صحیح اندازہ اللہ نے مقرر کر رکھا ہے جس سے وہ نہ ادھر ادھر ہوں نہ تمہیں کوئی نقصان ہو۔ ہر ایک رب کی قدرت میں اور اس کے غلبے تلے ہے۔ ۲۰؎

مولانا عبد الماجد دریا بادی لکھتے ہیں" سیاہ رات اور روشن دن، سورج اور چاند اسی قادرِ مطلق کی مخلوق و مصنوع ہیں اور ان سب کے تصرفات اسی کے حکم و مشیت کے محکوم ہیں ۲۱؎

مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں" کہ اللہ جل شانہ نے ہی کشتیوں اور جہازوں کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ وہ اللہ کے حکم سے دریاؤں میں چلتے پھرتے ہیں۔ لفظ" سخر" جو اس آیت میں آیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا استعمال تمہارے لیے آسان کر دیا ہے۔ لکڑی، لوہا اور ان سے کشتی، جہاز بنانے کے اوزار اور آلات اور ان سے صحیح کام لینے کی عقل و دانش یہ سب چیزیں اسی کی دی ہوئی ہیں۔ تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا مسخر کرنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ تمہارے حکم اور اشاروں پر چلا کریں۔ اللہ رب العزت نے آسمان اور ستاروں کو انسان کا مسخر تو بنایا مگر اسی معنی سے مسخر کیا کہ وہ ہر وقت، ہر حال میں حکمتِ خداوندی کے ماتحت انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کا طلوع و غروب اور رفتار انسان کی مرضی کے تابع ہو جائے اسی طرح یہ ارشاد کہ ہم نے رات اور دن کو تمہارے لیے مسخر کر دیا اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ان دونوں کو انسان کی خدمت اور راحت کے کام میں لگا دیا ہے۔ ۲۲؎

مولانا مودودی تسخیر کا مفہوم" ایک ضابطے کا پابند بنانا" بیان کرتے ہیں۔ تمہارے لیے مسخر کیا کو عام طور پر لوگ غلطی سے تمہارے تابع کر دیا کے معنی میں لے لیتے ہیں اور پھر اس مضمون کی آیات سے عجیب عجیب سے معنی پیدا کرنے لگتے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ تو یہاں تک سمجھ بیٹھے کہ ان

آیات کی رو سے تسخیر ارض وسماء انسان کا منتہائے مقصود ہے۔ حالانکہ انسان کے لئے ان چیزوں کو مسخر کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے قوانین کا پابند بنا رکھا ہے جن کی بدولت وہ انسان کے لئے نافع ہوگئی ہیں۔'' ۲۳

قرآن حکیم اور تسخیر کائنات

قرآنِ مجید فرقانِ حمید ایک اعلیٰ و برتر اور اکمل و جامع ترین کتاب کہ جس کا ہر حرف مطالب ومعانی کا ایک بحر ذخار اور ہر حکم لاعلاج امراض کی شفا ہے۔ جس طرح تمام درختوں کی قلمیں اور سمندروں کی سیاہی اللہ رب العزت کی شان بیان کرنے کے لئے ناکافی ہے اسی طرح خالق و مالک کا کلام اپنی فضیلت کے لئے محتاج بیان نہیں علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

آں کتاب زندہ قرآن حکیم — حکمت اولا یزال است وقدیم
نسخۂ تکوین اسرار حیات — بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

قرآن حکیم کی دانش انمٹ ہے زندگی کے اسرار کا انکشاف کرنے والی اس کتاب سے کمزور اور بے ثبات چیزوں کو بقائے دوام مل جاتا ہے۔

قرآن پاک ایک طرف خاتم الکتب ہے تو دوسری طرف خزینۃ الکتب بھی ہے۔ قرآن حکیم ابدی اور عالمگیر ضابطہ حیات اور سرچشمہ علوم وفنون ہے اگرچہ تمام علوم وفنون کی تفصیلات وجزئیات موجود نہیں لیکن حکمت وبصیرت اور انسانی زندگی کے لئے ضروری اور افادی علم کے بنیادی نکات اور ان کے اہم مباحث کی طرف کچھ نہ کچھ اشارات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۴ قرآن سے پہلے کسی ارضی یا سماوی کتاب نے انسان کو اس بلند مقام پر نہیں پہنچایا جس کی قرآن نے اطلاع دی۔ یہ لفظ قرآن کے سوا کہیں نہ دیکھو گے وسخر لکم ما فی الارض آج تک تم جن ارضی وسماوی، مہیب یا مفید ہستیوں کو اپنا معبود سمجھتے رہے ہو وہ سب اور دیگر تمام کائنات تمہاری خدمت کے لیے خلق کی گئی ۲۵ قرآن نے عقلی نظر وتدبر کے لیے وسیع میدان کھول دیا خاص طور سے جبکہ عقیدہ نے آیات قرآن کی ایک بڑی تعداد کا احاطہ کیا۔ کیونکہ عقیدہ سے قرآن کی آیات ۶۲۳۶ ہیں جبکہ بقیہ ۶۰۰ آیات احکام شریعت سے بحث کرتی ہیں۔ ۲۶ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں ''میں کہتا ہوں کہ

کتاب خداوندی ہر چیز کی جامع ہے۔کوئی علم اور مسئلہ ایسا نہیں جس کی اصل و اساس قرآن عزیز میں موجود نہ ہو۔قرآن میں عجائب المخلوقات، آسمان و زمین کی سلطنت اور عالم علوی و سفلی سے متعلق ہر شے کی تفصیلات موجود ہیں جن کی شرح و تفصیلات کے لیے کئی جلدیں درکار ہیں۔''۲۷ شیخ طنطاوی جوہری سورہ البقرہ: ۱۶۴ نمبر آیت کے بارے میں رقمطراز ہیں ''اس موقع پر اہل دانش کی سند ان لوگوں کی عطا کی جارہی ہے جو اجرام سماوی کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔دن رات کے ہیر پھیر اور ان کے اسرار و رموز معلوم کرتے ہیں۔سمندری کشتیوں، جہازوں اور سامان تجارت کے فوائد پر نظر ڈالتے ہیں۔بارش کے اسرار نباتات کے مظاہر، چوپاؤں کی خلقت اور ان کی سرشت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ہواؤں کے ضوابط کا علم حاصل کرتے ہیں۔بارش اور بادلوں کے اسرار معلوم کرتے ہیں۔اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فلکیات، بارش، ہوا، بادل، ندی، نالے، نہریں، معدنیات اور دیگر تمام طبعی و صنعتی علوم کی تحصیل ضروری ہے۔۲۸

آیات تسخیر

قرآن حکیم نوع انسانی کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ یہ جہاں تیرے لیے پیدا کیا گیا اس جہاں میں موجود بے شمار انعامات خداوندی کو تیری خدمت کے لیے ایک ضابطے کا تابع بنا دیا گیا۔آیاتِ تسخیر اسی طرح اشارہ کرتی ہیں۔

- ☆ و سخر الشمس والقمر ۲۹
- ☆ و سخر لکم الفلك لتجری فی البحر بامرہ و سخر لکم الا نہر ۳۰
- ☆ و سخر لکم الشمس و القمر دائبین و سخر لکم الیل و النہار ۳۱
- ☆ و سخر لکم الیل و النہار و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامرہ ۳۲
- ☆ و ھو الذی سخر البحر ۳۳
- ☆ الم تران اللہ سخر لکم ما فی الا رض والفلک ۳۴
- ☆ و سخر الشمس والقمر ۳۵
- ☆ الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض ۳۶

☆ و سخر الشمس و القمر کل یجری الی اجل مسمی ۳۷

☆ و سخر الشمس و القمر کل یجری لا جل مسمی ذلکم اللہ ربکم ۳۸

☆ و سخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی ۳۹

☆ سبحان الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین ۴۰

☆ اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ۴۱

☆ و سخر لکم ما فی السموات و ما فی الا رض جمیعا منہ ۴۲

☆ والسحاب المسخر بین السماء والا رض ۴۳

☆ والشمس والقمر والنجوم مسخر ات بامر ہ ۴۴

☆ الم یرو الی الطیر مسخرات فی جوالسماء ۴۵

☆ کذلک سخرھالکم لعلکم تشکرون ۴۶

☆ و سخر نا مع دانود الجبال ۴۸

☆ انا سخر نا الجبال معہ یسبحن ۴۹

☆ فسخر نا لہ الریح تجری بامرہ ۵۰

☆ سخر ھا علیھم سبع لیال و ثما نیۃ ایا م حسو ما ۵۱

قرآن میں ۲۳ مقامات پر کائنات کی مختلف اشیاء کو انسان کی خدمت میں مامور کیے جانے کا ذکر ہے۔ان میں ۱۹ مقامات ایسے ہیں جن میں پوری بنی نوع انسان کے لیے تسخیر کائنات کا تذکرہ ہے جبکہ ۴ مقامات ایسے ہیں جہاں خصوصی تسخیر کا ذکر کیا گیا۔ مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو تابع بنانے کی خوشخبری اور قوم عاد پر آندھی کے مسلط کرنے کا بتایا گیا ہے۔

۸ مقامات پر شمس وقمر کی تسخیر کا ذکر ہے۔ ۳ بار کشتی کی تسخیر، ایک بار النھار ایک بار سمندر، دو بار لیل ونہار، ایک بار بادل، دو بار نجوم، ایک بار پرندوں دو بار مویشیوں، ایک بار سواری اور تین بار کائنات کی جمیع اشیاء کے مسخر کیے جانے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۵۲

سورہ ابراہیم آیات نمبر ۳۲، ۳۳ کی تفسیر میں مولانا عبدالماجد دریابادی رقمطراز ہیں۔

''سخر لکم'' کی بار بار تکرار سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ مادی کائنات بالآخر انسان ہی کی مسخر ہو کر رہے گی اور انسان نظام تکوینی میں ایک ایک کو مسخر کر کے چھوڑے گا سائنسی ایجادات و انکشافات جتنے بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ سب تسخیر کائنات ہی کے شواہد ہیں۔'' ۵۳

''کیا تم اس بات سے بے خبر ہو کہ اللہ نے سب آسمانی اور زمینی مخلوق کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ بات سائنسی تحقیق سے بھی ثابت ہے کہ جس قدر ستارے یا سیارے معلوم ہوئے سب کی توجہات کا مرکز زمین ہے۔ ۵۴

قرآن نے یہ تصور دیا کہ کائنات وسعت حاصل کر رہی ہے۔

یزید فی الخلق ما یشاء ۵۵

کائنات مخلوق ہونے کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہے

قل انظر و ماذا فی السموات والارض ۵۶

زمین آسمان کی خلق میں غور و فکر کی تاکید ہے

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدا الخلق ۵۷

اشیاء میں زوجین اور تقابل کا اصول کارفرما ہے

و من کل شیی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ۵۸

حیاتیاتی ارتقاء کا تصور پانی سے وابستہ کیا۔

و جعلنا من الماء کل شیئی حی ۵۹

قرآن بار بار کہتا ہے کہ ''فطرت'' کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی مخلوق کا گہرا مطالعہ کرو۔ زمین میں ان لوگوں کے لیے واضح نشانیاں ہیں جو کھوج لگاتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں اور خود انسان کے اپنے وجود میں بھی۔ ۶۰

و فی الرض اٰیٰت للموقنین0و فی انفسکم افلا تبصرون ۶۱

آیات فکر و تدبر

پورا قرآن عقلی تدبر و عبرت پذیری پر اور طریقہ تدبر کے اشارات پر مشتمل ہے۔۶۲ قرآن حکیم کی کل ۶۶۶۶ آیت میں ۷۵۶ آیات ایسی ہیں جن میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر غور وفکر، بصیرت وتدبر اور مشاہدے کی ترغیب یا حکم دیا گیا ہے قرآن کریم (ن،ظ،ر) مادہ سے انظر و اینظرون تنظرون اور الناظرین کے الفاظ استعمال کرتا ہے جس کے معنی اہل لغت نے غور وفکر اور بنظر غائر دیکھنا کیے ہیں۔ یہ لفظ قرآن حکیم میں ۱۳۰ مرتبہ آیا ہے۔ اور ۱۶ سے ۲۰ مرتبہ انفس و آفاق کے سیاق وسباق میں آیا ہے۔ جس کے معنی تقلیب البصر و البصیرۃ لا دراك الشئی و رویتہ و قد یر ادبہ التامل والفحص، و قد یر ادبہ المعرفۃ الحاصلہ بعد الفحص کیے گئے ہیں۔۶۳ اسی طرح (ع،ق،ل) مادہ سے بھی تعقلون اور یعقلون کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ۲۳ مرتبہ تعقلون ور ۲۰ سے زائد مرتبہ یعقلون کے الفاظ وارد ہوتے ہیں۔۶۴

قرآن تفکر، تذکیر اور تدبر کے الفاظ بھی استعمال کرتا ہے۔۶۵ قرآن نے عقلی نظر وتدبر کے ثمرہ یعنی علم ومعرفت سے دلچسپی لی، اس کا اظہار علم کے مادہ اور مشتقات میں ہوتا ہے۔ جو قرآن میں ۹۰۰ بار سے زیادہ مستعمل ہوئے ہیں۔

قرآن نے علم کو تفقہ فی الدین کے اندر محصور نہیں رکھا بلکہ اس کی دعوت اتنی عام ہے کہ ان تمام علوم ومعارف پر مشتمل ہے۔ جن کا ادراک انسان آسمانوں اور زمین اور تخلیق کے دائرہ میں کر سکتا ہے۔۶۶

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' میں علوم القرآن کو مندرجہ ذیل پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) علم الاحکام (۲) علم مخاصمہ (۳) علم بالاء اللہ (۴) علم بایام اللہ (۵) علم آخرت

یہ ایک اصولی اور فلسفیانہ تقسیم ہے ''علم بالآء اللہ کو موجودہ زبان میں علم کائنات یا علم سائنس سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔۶۷ علم کے جس شعبہ کو ہم سائنس کہتے ہیں اس کا دوسرا نام علم کائنات ہے جس

میں انسان کا علم بھی شامل ہے۔ سائنسی علوم کی کلید کائنات کے قدرتی حالات اور واقعات کا یا دوسرے لفظوں میں مظاہر قدرت کا مشاہدہ ہے۔ ۶۸ مشاہدہ کائنات کا حکم دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اشیاء کائنات اور ان کے طبعی قوانین کا علم ہوتا ہے اور اس علم کے بعد ہی اس کی تسخیر کر کے ان سے تمتع کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔ ۶۹ قرآن کریم غور وفکر اور تدبر سے منہ موڑ لینے والوں کو آنکھیں رکھنے کے باوجود بے بصارت اور کانوں کے باوجود بے سماعت، مویشی بلکہ اس سے بھی بدتر قرار دیتا ہے۔ ۷۰ وہ پلیدی کو انہی پر ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ ۷۱ عقل سے کام نہ لینا اپنے آپ کو دوزخ کے دھانے پر لانا ہے۔ ۷۲

اگر ہم ان مظاہر قدرت کے مشاہدہ اور مطالعہ کا حق ادا کر کے ان کی حقیقت اور اصلیت کو پوری طرح سے سمجھ لیں اور ان کے تمام رموز و اسرار سے اور خدا کی ان تمام حکمتوں سے جو ان کے اندر پوشیدہ ہیں پوری طرح آگاہ ہو جائیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام طبیعیاتی علوم وجود میں آجائیں گے۔ ۷۳ سید قطب انسانی ذمہ داری پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں "پھر یہ کہ وہ اس کائنات کے قوانین اس کے اندر پائی جانے والی قوتوں اور طاقتوں اور اس کے مدفون ذخیروں کا پتا لگائے اور اس کی موجودات اور جاندار مخلوقات کی طبیعت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ پھر عقل کے لیے وسیع تر میدان یہ ہے کہ وہ انسان کے لیے مسخر کی ہوئی اس کائنات اور اس کی جاندار اور غیر جاندار موجودات سے استفادہ کرے۔ ۷۴

جہاں تک حصول علم کا تعلق ہے ہم اسے غور وفکر سے مشابہ ٹھہرائیں گے۔ ۷۵ تفتیش و تجربہ اور تطبیق انسان کی عقل کے خواص میں سے ہے۔ ۷۶ جانوروں اور دوسروں مخلوقات کے وجود میں جو اسرار و رموز پوشیدہ ہیں اس کا علم اسے ان کی معرفت بخشتا ہے۔ ۷۷ درحقیقت علم نے وہ خاصیتیں اور قوانین ظاہر کیے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جن کی برکت سے انسان تسخیرِ کائنات میں مشغول ہے خدا نے انسان کو اشیاء کی حقیقتوں سے پردہ چاک کرنے کی استطاعت دی ہے۔ ۷۸ علامہ اقبال فرماتے ہیں

یہ دنیا دعوت دیدار ہے فرزند آدم کو — کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوق عریانی ۷۹

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ فلا اقسم بالشفق o والیل و ما وسق o والقمر ازا اتسق o لترکبن طبقا عن طبق o ۸۰ یعنی اللہ تعالیٰ نے تین اہم قسمیں کھا کر فرمایا کہ ہم نے زمینوں اور آسمانوں کو طبقہ وار پیدا کیا ہے ہم ان کے بارے میں اے انسان تجھے یقین دلاتے ہیں کہ تم سوار ہو کر ایک طبق سے دوسرے طبق پر ضرور جاؤ گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ آیت تسخیر کائنات کے منصوبہ کی طرف ایک ایسا محکم اشارہ ہے جسے اس دور میں کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا''۔ ۸۱

''سورج، چاند، ستارے، ہوا، خشکی اور تری کی جتنی بھی قوتیں ہیں انسان ان سب کو اپنے کائناتی تصرف میں لائے گا اور جوں جوں قوانین فطرت کا زیادہ راز دار ہوتا جائے گا منشاء فطرت اور زیادہ پورا ہوتا جائے گا۔'' ۸۲ تفکر فی الخلق کے قرآنی ارشاد پر عمل کا لازمی نتیجہ سائنسی علوم کی تخلیق اور تکمیل ہے۔ ۸۳

لطفی جمعہ لکھتے ہیں ''وہ کتاب جو افصح العرب پر نازل ہوئی محض ایک مذہبی کتاب ہی نہیں بلکہ تقریباً سو علوم کا منبع ہے مثلاً شریعت، لغت، تاریخ، ادب، فلکیات اور فلسفہ وغیرہ۔ ۸۴

ڈاکٹر ہلوک نور باقی (ترکی) کی کتاب ''قرآنی آیات اور سائنسی حقائق'' میں موجود دور میں فزکس اور اسٹروفزکس پر شائع شدہ مواد کو مدنظر رکھتے ہوئے سائنس کے تسلیم شدہ حقائق کے بارے میں قرآن سے پچاس آیات کا انتخاب کیا گیا ہے اور ان کا موازنہ جدید سائنسی دریافتوں سے کیا ہے۔ ۸۵

فرانسیسی سائنس دان جیک وی کوسٹو (Cousteau) نے آبنائے جبل الطارق کے نزدیک زیر سمندر تحقیقات کر کے کہ جبل الطارق کے جنوبی ساحلوں (مراکش) اور شمالی ساحلوں (اسپین) پر بالکل غیر متوقع طور پر میٹھے تازہ پانی کے چشمے ابلتے ہیں یہ سمندری پانیوں میں ہوتے ہیں۔ یہ بہت بڑے چشمے ایک دوسرے کی طرف ۴۵ ڈگری کے زاویہ پر تیزی سے بڑھتے ہوئے ایک ڈیم کی طرح کنگھی کے دندانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اس عمل کی وجہ سے بحیرہ روم اور بحیرہ اوقیانوس اندر سے ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے درحقیقت اس تشخیص کے بعد جب کوسٹو کو یہ آیات

دکھائی گئیں تو بے حد حیران ہوا اور قرآن کی عظمت کی تعریف کرتے ہوئے مسلمان ہو گیا۔ ۸۶

بصارت سماعت پر فوقیت رکھتی ہے قرآن مجید انسانی فطرت کو غور وفکر اور تدبر کی ترغیب دلانے کے لیے بے شمار مقامات پر ''الم تروا'' کیا تم دیکھتے نہیں کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دولت ایمان کے باوجود صرف دلی اطمینان کے لیے جلاء موتی کے مشاہدہ کی دعا کرنا۔ ۸۷ اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مشاہدہ و تجزیہ سے ایمان دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ سورۃ التکاثر میں علم کا اعلیٰ ترین درجہ ''عین الیقین'' قرار دیا۔ قرآنی تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے تسخیر کائنات سے نہ صرف بنی نوع انسان مستفید ہوگا بلکہ ایمان وایقان کی قوتوں میں بھی اضافہ ہوگا۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تسخیر کائنات

زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صفت تحقیق ومشاہدہ کو ختم کرنے کو ناپسند فرمایا اور تفکر فی الخلق کو عبادات سے افضل قرار دیا'' قرآن وسنت نے علم اور سچائی پر جوزور دیا اور جس طرح آفاق وانفس کے مطالعہ کے لیے لوگوں کو ابھارا اور زمین میں پھیلے ہوئے آثار اور تاریخی حقائق کے مشاہدے کے لیے لوگوں کو دعوت فکر ونظر دی۔ اس سے دنیائے انسانیت میں علم وتحقیق کی ایک فضا بن گئی نظریاتی اور فلسفیانہ مباحث کی جگہ علمی تحقیقی تجربے اور مشاہدے پر خصوصی زور دیا۔'' ۸۸

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تفکر ساعة خير من قيام ليلة ۸۹

ایک لمحہ کا تفکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے

غور وفکر اور تدبر و تفکر کو سالوں کی عبادت سے افضل قرار دیا

فكرة ساعة خير من عبادة ستين سنة ۹۰

ایک ساعت کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

پھر اس سے بھی بڑھ کر فرمایا کہ تفکر و تدبر تو سب عبادات (نفل) سے بڑھ کر ہے۔

لا عبادة كالتفكر ۹۱

غور و فکر اور تعقل و تدبر کی طرح اور کوئی عبادت نہیں

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تفکر و افی خلق اللہ ۔۔ الخ ۹۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "تفکر و افی کل شی و لا تفکر و افی ذات اللہ" ۹۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی گئی ہے جس کا ایک حصہ تخلیق کائنات پر روشنی ڈالتا ہے۔ جس سے ہر کرہ ارضی کے علیحدہ آسمان کی وضاحت ہوتی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تدرون ما فوقکم قالو االلہ و رسولہ اعلم قال فانما الرقیع سقف محفوظ و موج مکفوف پھر فرمایا ھل تدرون ما تحت ذلک قالو االلہ و رسولہ اعلم قال ان تحتھا ارضا اخری بینھما سیرۃ خمسمائۃ سنۃ حتی عد سبع ارضین ۹۴

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ رقیع ہے محفوظ چھت اور ایک روکی ہوئی موج ہے۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو اس کے نیچے کیا ہے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کے نیچے ایک اور زمین ہے جس کا فاصلہ ہماری زمین سے پانچ سو سال کی مسافت پر ہے یہاں تک کہ آپ نے سات زمینوں کی تعداد پوری فرما دی۔ صاحب روح المعانی سورہ طلاق کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ قال فی کل سماء و فی کل ارض خلق من خلقہ تعالیٰ و امر من امرہ قضاء من قضائہ یتنزل الا مر بینھن بحیاۃ و موت و غنی و فقر ۹۵ بعض علماء نے رقیع کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دنیا کے آسمان کا نام ہے اور موج مکفوف سے مراد ایک ایسی موج ہے جو زمین پر گرنے سے روک دی گئی ہے اور اسے بلاستون معلق کر دیا گیا ہے۔ ۹۶ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تکلم السباع الا نس و تکلم الا نس عذبۃ سرطہ و

شراك نعله۔۔ و يخبره فخذه بما احدث اهله بعده ۹۷

فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت اس وقت برپا نہ ہوگی حتی کہ درندے انسانوں کے ساتھ باتیں کرنے لگیں گے۔ جب آدمی اپنے گھر واپس آئے گا تو دروازے کی دہلیز اسے بتائے گی کہ اس کی غیر حاضری میں کون شخص اس کے دروازے میں داخل ہوا اور اس کے اہل وعیال کے ساتھ اس نے کیا گفتگو کی۔

عصر حاضر کی جدید سائنسی ایجادات اس حدیث کی صداقت انسان کے دل کی گہرائیوں میں اتارنے کے لیے کافی ہیں۔ سورہ انشقاق میں اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر فرمایا کہ تم ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ میں ضرور جاؤ گے مفسرین نے اس سے مراد زندگی کے طبقات۔ لیے ہیں لیکن علامہ محمود آلوسیؒ نے ایک حدیث درج کی ہے۔

ای لتركبن سماء بعد سماء كما اخرجها عبد ابن حميد ابن عباس وابن مسعود ۹۸

ابن کثیر نے ایک اثر بیان کیا ہے جو بجلی کی گرج کے بارے میں ہے فرمایا بجلی بھی اس کے حکم میں ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا کہ برق پانی ہے مسافر اسے دیکھ کر اپنی ایذا اور مشقت کے خوف سے گھبراتا ہے اور مقیم برکت ونفع کی امید پر رزق کی زیادتی کا لالچ کرتا ہے وہی بوجھل بادلوں کو پیدا کرتا ہے جو بوجہ پانی کے بوجھ کے زمین کے قریب آجاتے ہیں۔ ۹۹

تسخیر کائنات کا دائرہ کار

انسان کسی چیز کو نہ پیدا کر سکتا ہے نہ ایجاد کر سکتا ہے صرف اتنا ہوتا ہے کہ پردہ راز سے کسی بات کا نقاب اٹھ جاتا ہے اور ایک زندہ جاوید حقیقت سامنے آجاتی ہے جو ہمیشہ سے موجود تھی لیکن تمہیں علم نہ تھا جن ذرائع سے آج بجلی پیدا کی جارہی ہے خواہ جنریٹروں یا ری ایکٹر یا شمسی آلات ہوں یہ ذرائع ابتدائے آفرینش سے ہی چلے آرہے ہیں لیکن ہم جانتے نہ تھے۔ آج ایٹم یا جوہر کا مشاہدہ کرنے والے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ یہ ذرہ تو بذات خود ایک عجب دنیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ

یہ انوکھی اور نرالی دنیا ہمیشہ سے یوں ہی تھی صرف ہم ہی اسے دیکھ نہ پائے تھے۔۱۰۰'' چیزوں کے موجد اس پر ناز نہ کریں کہ یہ ہم نے ایجاد کی یا بنائی ہے۔ خالق کائنات کی بنائی ہوئی لکڑی، لوہے، تانبے اور پیتل ہی میں تصرفات کرکے یہ ایجاد کا سہرا آپ نے اپنے سر لیا ہے۔۱۰۱

اسی کارخانہ قدرت میں جو کچھ بھی ہے سب تمہارے خدمت کے لیے ہے۔'' تاکہ تم دریاؤں کے پانی کو اپنی انفرادی و اجتماعی تمدنی ضرورت کے کام میں لاؤ، کشتیاں چلاؤ، آب پاشی کرو۔ ان سے نہریں کاٹو، پن چکیاں چلاؤ، بجلی پیدا کرو وقس علی ہذا القیاس۔ غرض انہیں ہر جائز تمدنی ترقی کے کام میں لاؤ، بس شرط صرف اتنی ہے کہ مسلمان اور صاحب ایمان بنے رہو۔۱۰۲'' قرآنی حقائق غیر متبدل ہیں آیت مذکورہ ۱۰۳ نے جتنی بات بتلائی کہ چاند اور سورج دونوں حرکت کر رہے ہیں اس پر یقین رکھنا فرض ہے اب رہا یہ معاملہ کہ ہمارے سامنے آفتاب کا طلوع وغروب زمین کی حرکت سے ہے یا خود ان سیاروں کی حرکت سے قرآن پاک نہ اس کا اثبات کرتا ہے نہ نفی۔ تجربے سے جو کچھ معلوم ہوا اس کے ماننے میں حرج نہیں۔''۱۰۴

تسخیر کائنات کی شرائط و مقاصد

اللہ رب العزت نے بسیط فضاؤں کو، ہواؤں کو، شمس و قمر کو، ارض و سماء اور افلاک و انہار کو انسان کی خدمت میں لگا دیا۔ اب انسان پر لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن متعین ضوابط کے تحت ان تمام چیزوں کو انسان کی خدمت میں لگایا ہے ان ضوابط و قواعد کا علم غور و فکر اور تحقیق و مشاہدہ سے حاصل کرے تاکہ ان مسخر کردہ اشیاء سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکے تسخیر کائنات کے درج ذل شرائط و مقاصد ہر مسلمان کے پیش نظر رہنا چاہیں۔

ا۔ قوت ایقان کا اضافہ

مذہب اور سائنس کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف نہیں سائنس کا ہر مشاہرہ قدرت خداوندی کی ایک شہادت مہیا کرتا ہے اور کائنات کی ہر تسخیر رب کائنات کے یقین کو انسان کے دل میں اور زیادہ پختہ کرتی ہے۔

'' اسلام کے بنیادی مقاصد اور اس کے اساسی معتقدات یعنی توحید، رسالت اور یوم

آخرت کا اثبات اوران کی صداقت وحقانیت کے لیے نظام کائنات سے دلائل پیش کرنا اور منکرین حق پر اتمام حجت کرنا'' ہی تسخیر کائنات کا مقصد اول ہونا چاہیے۔اس بات کا اعتراف موریس بکائیے نے بھی کیا ہے کہ'' جدید سائنسی معلومات ہی نے ہمیں قرآن کریم کی بعض آیات کو سمجھنے کا موقع دیا ہے جس کی توضیح کرنا اس زمانہ میں ممکن نہ تھا۔''۱۰۵؎

۲۔تسخیر کائنات نعمت

تسخیر کا مقصد انعامات خداوندی کا بہترین اور جائز استعمال ہونا چاہیے۔'' اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں بیان فرما رہا ہے کہ اسی کے حکم سے سمندر میں اپنی مرضی کے مطابق سفر کرتے ہو بڑی بڑی کشتیاں مال اور سواریوں سے لدی ہوئی ادھر سے ادھر لے جاتے ہو۔تجارتیں اور کمائی کرتے ہو یہ اس لیے بھی کہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ نفع حاصل کر کے اب کا احسان مانو پھر اس نے آسمان کی چیز جیسے سورج ، چاند، ستارے اور زمین کی چیز جیسے پہاڑ، نہریں اور تمہارے فائدے کی بے شمار چیزیں تمہارے لیے مسخر کردیں یہ سب اس کا فضل واحسان اور انعام واکرام ہے۔۱۰۶؎

'' اللہ ہی ہے جس نے تمہارے بس میں کر دیا ہے سمندر کو تا کہ چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے۔حالانکہ سمندر کی ہیبت ناک موجوں پر جہازوں اور کشتیوں کا چلنا مادی اسباب کے لحاظ سے متوقع نہ تھا۔اب بحری سفر انسان کر رہا ہے۔تجارت بھی سیر وسیاحت بھی اور شکار بھی ہے۔اس کی تہوں میں سے موتی اور ہیرے قیمتی جواہرات بھی نکالے جا رہے ہیں۔مچھلیوں کو دوا اور غذا میں استعمال کیا جا رہا ہے تو یہ بے شمار منافع اور فوائد خالق کائنات کی قدرت اور اس کے منعم حقیقی کے عظیم تر دلائل اور شواہد ہیں۔۱۰۷؎

۳۔منعم حقیقی کا شکرادا کرنا

''یعنی زمین کی تمام مخلوقات میں سے تنہا انسان کو کشتیاں اور جہاز چلانے اور سواری کے لیے جانور استعمال کرنے کی یہ مقدرت اللہ تعالیٰ نے اس لیے تو نہیں دی تھی کہ وہ۔غلے کی بوریوں کی طرح ان پر لد جائے اور کبھی نہ استعمال کرنے کی یہ قدرت اللہ تالیٰ نے اس لیے تو نہیں دی تھی کہ وہ غلے کی بوریوں کی طرح ان پر لد جائے اور کبھی نہ سوچے کہ آخر وہ کون ہے جس نے ہمارے لیے بحرذ

خار میں کشتیاں دوڑانے کے امکانات پیدا کیے۔ نعمتوں سے فائدہ اٹھانا اور نعمت دینے والے کو فراموش کر دینا۔ دل کے مردہ اور عقل وضمیر کے بے حس ہونے کی علامات ہے ایک زندہ اور حساس قلب وضمیر رکھنے والا انسان تو ان سواریوں پر جب بیٹھے گا تو اس کا دل احساس نعمت اور شکران نعمت کے جذبے سے لبریز ہو جائے گا اور وہ پکار اٹھے گا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے میرے لیے ان چیزوں کو مسخر کیا۔"۱۰۸

سائنس کے مختلف شعبوں میں انسان تحقیق کے جتنے قدم آگے بڑھاتا جا رہا ہے اس کے سامنے خدا کی بہت سی نعمتیں بے نقاب ہوتی جا رہی ہیں جو پہلے اس سے بالکل مخفی تھیں اور آج تک جن نعمتوں پر سے پردہ اٹھا ہے وہ ان نعمتوں کے مقابلے میں درحقیقت کسی شمار میں ہیں جن پر سے اب تک پردہ نہیں اٹھا ہے۔"۱۰۹

امام رازی فرماتے ہیں کہ اشارہ اس طرف ہے کہ الوہیت اور وحدانیت کی معرفت نبوت اور بعثت پر موقوف نہیں انسان اگر ذرا غور کرے اور عقل سے کام لے تو اپنے خالق اور منعم کو پہچان سکتا ہے۔۱۱۰ "یعنی نعمت کو دیکھ کر فقط نعمت میں مشغول نہ ہو جائے بلکہ منعم جس کی طرف سے یہ نعمت آئی ہے اس کی معرفت اور اس کی اطاعت کی فکر کرے۔۱۱۱

۴۔ انسانیت کی فلاح

"اہل اسلام کو خصوصیت کے ساتھ تسخیر موجودات کی طرف راغب کرنا یعنی موجودات عالم میں جو طبیعی اور حیاتیاتی فوائد، قوانین فطرت کے روپ میں موجود ہیں ان سے استفادہ کر کے انسانی زندگی کو بہتر بنانے اور دین برحق کے غلبے کے لیے فوجی وعسکری حیثیت سے قوت وشوکت حاصل کرنے کی ترغیب دلانا تاکہ اس کے ذریعے سے خلافت ارضی کے دیگر مقاصد پورے ہوں اور اقوام عالم کی اصلاح کا فریضہ بھی انجام پائے۔۱۱۲

"چاند سورج جو ایک معین نظام اور ضابطہ کے موافق برابر چل رہے ہیں کبھی تھکتے نہیں نہ رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ یہ سب چیزیں گو اس معانی سے تمہارے قبضہ میں نہیں کہ تم جب چاہو اور جدھر چاہو ان کی قدرتی حرکت وتاثیر کو پھیر دو تاہم تم بہت سے تصرف وتدابیر کر کے ان کے اثرات

سے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہو۔۱۱۳

''ابتدائی دینی جوش و جذبہ مسلمان سائنس دانوں میں خواہ ریاضی داں ہوں خواہ ماہر طبیعیات، ہیئت داں یا ماہر کیمیا وغیرہ بہت زیادہ تھا۔ جب وہ خود کو سائنسی تحقیقات، دریافتوں، مشاہدات اور ایجادات کے لیے وقف کرتے اس وقت ان کے پیش نظر اللہ کی عظمت اور مخلوق کی خدمت کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔۱۱۴

۵۔اسلام کے غلبہ وقوت کے لیے

دین اسلام کے نزول کا مقصد وحید اللہ کی مخلوق کو اللہ کے تابع کرنا ہے اسلام کے غلبہ وقوت کے لیے مالی استحکام اشد ضروری ہے۔ تسخیر کائنات کا مقصد ہر مالی ذرائع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے مخلوق خدا کو اس کے تابع کرنا ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ۱۱۵

اس آیت کے ضمن میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں'' خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے۔ نہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیراندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، جنگی جہاز، آبدوز، کشتیاں، آہن پوش کروز وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب وضرب تیار ہوں ان شاء اللہ سب آیت کے منشا میں داخل ہیں۔۱۱۶

۲۷ جولائی ۱۹۶۵ء کو روسی سائنس اکادمی کے ممبر اور ایک ممتاز سائنٹسٹ مسٹر زنکسپرچ نے ایک اخباری انٹرویو میں بیان کیا کہ دنیا کے سمندروں میں سونے چاندی اور نکل اور دوسری نایاب دھاتوں کی بے پایاں مقدار موجود ہے۔ اندزہ ہے کہ سونا ۸۰ لاکھ ٹن، چاندی ۱۶ کروڑ ۴۰ لاکھ ٹن نکل کروڑ ٹن موجود ہے۔۱۱۷ اگر عالم اسلام اپنے ارضی وسماوی ذرائع کو مسخر کر کے غلبہ اسلام کے لیے کوشش کرے تو یقینی طور پر لیظھرہ علی الدین کلہ کا ربانی وعدہ پورا ہوگا۔

تسخیر کائنات اور مسلم امہ (ماضی، حال اور مستقبل)

اسلام کا ابدی اور حیات بخش پیغام جس کا آغاز ''اقرا'' سے ہوا اور جس میں اہل علم کو انبیاء کی وراثت سونپی گئی۔ علم کی تاثیر سے جس کا منبع و مرکز قرآن و سنت تھے، مسلمان بادیہ و صحراء سے اٹھے اور تمام متمدن دنیا کے استاد بن گئے مسلمانوں نے عظیم الشان کتب خانے اور یونیورسٹیاں قائم کی تھیں جہاں پر دن رات ان علوم کی تحقیق و تدوین میں سیکڑوں ماہرین مصروف رہا کرتے اور ہر علم و فن پر بحث و مباحثہ کر کے کائنات اور نظام کائنات سے متعلق نئے نئے نظریات وضع کرتے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اعتراف حقیقت کے طور پر لکھا ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں ایسے کتب خانے موجود تھے جن کی کتابوں کی تعداد (۱۰۰،۰۰۰) جلدوں سے زیادہ تھی۔ ۱۱۸ مسلمانوں نے علم کی روشنی سے نہ صرف عرب کو منور کیا بلکہ یورپ بھی اپنی نشاۃ ثانیہ کے لیے اس علم کا خوشہ چیں بنا اور اس کا اعتراف غیر مسلم برملا کرتے ہیں۔

چنانچہ فلپ کے ہٹی لکھتا ہے ''مسلم سپین قرون وسطیٰ میں یورپ کی ذہنی ارتقاء کی تاریخ بنانے میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۱۹ ایک اور مثال اس مقام کی نشاندہی سے جو تمدن کی تاریخ میں قرآنی سائنس کو حاصل ہے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی میں نصب سنگ مرمر کے اس مجسمے سے دی جاسکتی ہے جو ایک ایسی اجنبی شخصیت کو ظاہر کرتا ہے جو ایک مشرقی طرز کے لمبے چغے اور پرشکوہ دستار میں ملبوس ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک کھلا ہوا مخطوطہ ہے جس پر عربی رسم الخط میں تحریر ''کتاب الحاوی'' کے لفظ پڑھے جاسکتے ہیں۔'' ۱۲۰

مورلیس بوکائیے لکھتا ہے ''ریاضی الجبرا عربوں کی ایجاد ہے فلکیات، طبعیات، مناظر و مرایا، ارضیات، نباتات اور طب وغیرہ کے لیے بھی بڑی حد تک عربی تمدن کے ممنون احسان ہیں۔ ۱۲۱ بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ سائنسی طریق تحقیق کا موجد روجر بیکن (Roger Bacon) یا اس کا ایک اور اہم نام ہے لیکن سائنسی علوم کی تاریخ کے موضوع پر حال کی علمی تحقیق نے اس ناقابل تردید تاریخی حقیقت سے پردہ چاک کر دیا ہے کہ سائنسی طریق تحقیق جس کی بدولت موجود سائنسی علوم وجود میں آکر ترقی پذیر ہوئے ہیں مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا اور یورپ کے حالیہ سائنسی علوم کی بنیاد بھی

مسلمانوں نے رکھی تھی۔۱۲۲؎

دنیا کی تمام قوموں میں سے مسلمانوں کے اس امتیاز کا سبب قرآن حکیم ہے جس کے قریباً ایک تہائی حصہ میں قدرت کے گوناگوں مظاہر کی طرف توجہ دلا کر کائنات کے مشاہدہ اور مطالعہ پر زور دیا گیا۔ دراصل مشاہدہ و مطالعہ کے لیے سب سے پہلی مؤثر آواز جو دنیا میں بلند کی گئی وہ قرآن ہی کی آواز ہے۔

ڈاکٹر ڈریپر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ''جس طرح مسلمان پولٹیکل حیثیت سے عالم پر چھا گئے۔ اسی طرح انہوں نے میدان علوم و فنون میں بھی حیرت انگیز ترقی کی نہ صرف یونان کے مردہ علوم کو زندہ کیا بلکہ اپنے علمی انکشافات و ایجادات اور اپنے انوکھے بے بہا خیالات سے دنیا کو مالا مال کر دیا۔ غرض اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو مادی اور روحانی ترقی، دنیاوی تمدن اور اخروی راحت، عقل اور جذبات مذہب و سائنس میں توافق اور توازن قائم رکھنے والا ہے۔''۱۲۳؎

پھر مذہب اسلام کے پیروکار جنہوں نے زمانے بھر کو شمع علم سے منور کیا اور تاریکیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے پورے عالم کو بقعہ نور بنا ڈالا جن کی روشنی سے فیض یاب ہو کر تاریک یورپ تمدن جدید کا مرکز بن گیا۔ وہ مسلمان جنہوں نے ستاروں پر کمندیں ڈالیں جن کے تیشہ نے بے علمی کے پہاڑ کو کھود کر علمی تحقیق و تفتیش کی نہریں جاری کر دیں۔ جن کے ذکر و فکر کی شعاعوں نے تیرگی کا سینہ چاک کر ڈالا وہ یوں خواب کہولت میں ڈوبے کہ ذکر کی تسبیح کا دانہ تو برابر گرتا رہا لیکن فکر کی لو ماند پڑ گئی۔ جو صبح کو چڑھتے سورج کی حدت اور ڈوبتے سورج کی سرخی کے مشاہدے کے امین تھے۔ وہ صرف مسجد اور خانقاہ تک محدود ہو گئے فکر و تدبر کی نگاہیں نہ افلاک کو ماپنے نکلیں اور نہ ہی زیر زمین پہنچیں پھر تسخیر کائنات کا کام ان لوگوں نے کیا جو مذہب اسلام کے پیروکار نہ تھے۔ مسلمانوں کی اسی حالت پر ماتم کرتے ہوئے علامہ اقبال کی آنکھ سے ٹوٹنے والے اشک الفاظ کا روپ یوں دھارتے ہیں۔

کس طرح ہوا کند ترا نشتر تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک

مہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک۱۲۴؎

"سائنسی طریق تحقیق جس کی بدولت موجودہ علوم وجود میں آکر ترقی پذیر ہوتے ہیں مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا اور یورپ کے حالیہ سائنسی علوم کی بنیاد بھی مسلمانوں نے رکھی۔" [۱۲۵]

لیکن بنیاد رکھنے والے عمارت تعمیر کرنا بھول گئے اور جب مذہب سے بیگانہ لوگوں نے یہ عمارت تعمیر کی تو اس کا نقشہ کچھ یوں تھا۔ کہ سائنسی علم کے بارے میں ڈاکٹر سعید اللہ قاضی یوں پکار اٹھے۔ "اس طفل نوزاد نے یورپ کے لادینی ماحول میں تربیت پائی اب یہ خدا اور آخرت، اخلاقیات اور روحانیات سب کا دشمن ہے۔ اس کی خودسری اس مرحلے تک جا پہنچی ہے کہ اس کے ہاتھوں خود حضرت انسان کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اس طفل نوزاد کی طینت نیک ہے۔ تربیت اور ماحول نے اس کو خونخوار دیو کی شکل میں پروان چڑھایا ہے اور اب وہ انسان کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ اب اس تخریب کار کو دیکھ کر کون گمان کر سکتا ہے کہ اس کی تخلیق میں قرآنی عوامل کارفرما تھے بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب اس کو گھر سے نکال دیا تو یہ آوارہ مزاج اور آوارہ سرشت بن گیا ہے۔" [۱۲۶]

"مغرب کے اہل دانش نے علم و ہنر اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بلاشبہ بڑی ترقی کی مگر کائنات کی سب سے بڑی، ازلی اور ابدی صداقت سے گریز وفرار کی بناء پر ان کے افکار نے تہذیب و معاشرے کو جس سانچے میں ڈھالا اس میں سکون اور سچی خوشی ناپید تھی۔" [۱۲۷]

اسی خوفناک انجام سے ڈرتے ہوئے برٹرینڈ رسل جیسے کٹر دہریہ کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ "اگر سائنسی تہذیب کو برتر تہذیب بننا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ حکمت میں بھی اضافہ ہو حکمت سے میری مراد زندگی کی غایات کا صحیح تصور ہے۔" [۱۲۸]

مسلمانوں کے تغافل کی بناء پر تسخیر کائنات فریضہ ان لوگوں نے انجام دیا جو قرآن کے مخاطب تو تھے لیکن وہ اس پر ایمان نہیں لائے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر کی ہر جدید ٹیکنالوجی انہی اسلام دشمن عناصر کی دہلیز پر غلام بن کے بیٹھی ہے۔

"بیسویں صدی کی اہم ترین ۲۷ ایجادات میں سے ایک ایجاد بھی کسی مسلمان نے نہیں کی" [۱۲۹] اور امت مسلمہ اسی لونڈی کو خریدنے میں اپنا تقریباً ۹۰ فیصد سرمایہ انہی اسلام دشمن عناصر کو دینے پر مجبور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلم امہ کا مستقبل اسی بات سے وابستہ ہے کہ اللہ کی مسخر کردہ اشیاء

سے زیادہ استفادہ کرنے کی تدابیر کرے۔ اور ایسی نا قابل تسخیر قوت حاصل کرے جس سے وہ ترھبون بہ عدو اللہ و عدو کم ۱۳۰ کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

سید قطب لکھتے ہیں" اس نے انسانی عقل پر اس نظام زندگی کو تیار کرنے کی ذمہ داری نہیں ڈالی بلکہ اس کی ذمہ داری صرف اتنی قرار دی ہے کہ اس نظام کو جسے اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمایا منطبق کرے۔ اس کے بعد کے سارے کام اللہ نے انسانی عقل پر چھوڑ دیئے ہیں۔ یہ ایک وسیع میدان ہے اللہ تعالیٰ نے اس وسیع میدان کو انسان کے لیے جس طرح مسخر فرمادیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عقل کو پوری آزادی حاصل ہے کہ نئی راہیں تلاش کرے، ترمیمات کرے، اضافے عمل میں لائے۔ ۱۳۱

تجاویز و سفارشات

سنریھم ایتنا فی الافاق و فی انفسھم ۱۳۲ اس اشارہ کا تقاضا ہے کہ سائنس آفاق و انفس میں اللہ کی جو نشانیاں بھی دریافت کر سکے ہم ان پر مسلسل غور و فکر کرتے رہیں اور اپنے فکر میں قرآن کے معانی کو ان علمی اکتشافات کے مطابق وسیع کرتے ہیں۔

"انسان اپنے لیے مسخر کی ہوئی کائنات کی جاندار اور غیر جاندار موجودات سے استفادہ کرے۔ زندگی کو پروان چڑھائے، اسے تبدیلیوں سے آشنا کرے، ترقی کے مدارج طے کرے مگر یہ سب کچھ خدا کے طے کردہ حدود کے اندر ہونا چاہئے۔ اس طرح نہیں جس طرح کہ خواہشات و شہوات چاہتی ہوں جو عقل کو گمراہ کرتی اور فطرت کو آرائشوں سے ڈھک لیتی ہے۔" ۱۳۳ انسان یہ بھی دیکھ رہا ہے کہ اللہ نے روئے زمین کی ہر شے کو اس کی خدمت میں لگا دیا اور مختلف اشیاء کے بارے میں علم حاصل کر کے ان سے بے شمار خدمات لیتا ہے گویا جدید سے جدید تر ٹیکنالوجی بندہ مومن کا حق ہے اور اسے حاصل کرنا اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ ۱۳۴

لارڈ کلیون لکھتے ہیں" آپ جتنا زیادہ غور و فکر سے کام لیں گے اتنا ہی سائنس آپ کو خدا کے ماننے پر مجبور کرے گی۔" ۱۳۵ تسخیر کائنات میں ہر لحہ مالک کائنات کا تصور اوجھل نہ ہونے پائے۔" قرآن میں ارشاد ہوا کہ جب سواریوں سے فائدہ اور لطف اٹھاؤ تو پہلے دل میں خدائی نعمتوں

کا استحضار کر لو تا کہ خیال رہے کہ ہم میں اس کا ذاتی استحقاق کب تھا ہم ایسے طاقتور اور ہنرور کب تھے کہ ان سواریوں کو قابو میں لے آتے ہم کو عین فرحت و مسرت میں اپنا انجام یاد ہے کہ ہم اور ہماری لذتیں فانی ہیں۔ باقی رہنے والی نہیں ہم سب کو اپنے پروردگار کے حضور میں حساب وجواب کے لیے حاضری دینا ہے جس قوم کے دل میں اپنی جوابدہی کا تصور اور جس کی زبان پر اس قسم کے کلمات خود شناسی ہیں۔ کہیں انسے بھی گھمنڈ اور دعوی اپنے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور دوسری ہلاکت بار مشینوں کا ہوسکتا ہے۔ ۱۳۶

۲ خدا کی محبت کے ذریعہ سے انسانی شخصیت کی تکمیل ہی مقصد کائنات ہے لیکن خدا کی محبت جو انسان کی فطرت میں ہے۔ خدا کی معرفت کے بغیر بیدار نہیں ہوتی اور خدا کی معرفت حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان خدا کی صنعت یعنی کائنات کو دیکھ، اس پر غور وفکر کرے اور اس کے ذریعہ سے اس کے صانع کے اوصاف اور محاسن اور کمالات کو جانے اور پہچانے۔'' ۱۳۷

۳ علم سائنس نہ رکھنے والے لوگ نہ صرف اپنی ضروریات زندگی کیلیے ان کے محتاج ہو گئے جنہوں نے قرآنی آیات پر ایمان نہ رکھنے کے باوجود عمل کیا۔'' کائنات عالم پر غور کرنے یعنی علم سائنس سیکھنے سے نہ صرف معلومات میں اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ خدا کی ہستی پر یہ دیکھتے ہوئے کہ اس نے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں کیا کیا خواص رکھے ہیں یقین کامل ہو جاتا ہے۔'' ۱۳۸

۴ آیات تدبر و تفکر، مشاہدہ خلق اور آیات تسخیر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے جن چیزوں کو انسان کے تابع کر دیا ہے ان سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے خود اپنی ذات اور پوری نوع انسانی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا اور ان انعامات پر منعم کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرنا چاہے اگر تسخیر سے مراد ''ایک ضابطے کا پابند بنانا'' بھی لیے جائیں تو انسان پر اور خاص طور پر مسلمان پر لازم آتا ہے کہ وہ ان ضابطوں کا کھوج لگائے تا کہ ان کی پابندی کرتے ہوئے وہ بھرپور استفادہ کر سکے مثال کے طور پر دریا اور سمندر سب کے لیے مسخر ہیں لیکن جو شخص تیرنے کے قواعد کا علم رکھتا ہے وہی طوفانی موجوں کا مقابلہ کر کے ساحل مراد پر آ سکتا ہے جبکہ ان سے، عدم واقفیت والا شخص سمندر کے تابع ہونے کے باوجود لہروں کا لقمہ بن جاتا ہے۔

۵ حالات پکار پکار کر مومن سے کہہ رہے ہیں کہ ”تم تاریخ انسانی کے اہم ترین دور میں ہو یعنی تسخیر کائنات کا اہم ترین دور اٹھو تمہیں اللہ تعالیٰ نے تیل کی اہم دولت سے نوازا ہے تمام بنک تمہارے گروی ہو جائیں گے۔ اٹھو اس دولت کو اپنی اولاد کی تعلیم پر خرچ کرو۔ قرآن و حدیث پڑھانے کے بعد انہیں سائنٹیفک تعلیم پر لگا دو۔ اپنی سرزمین کے خزائن خود تلاش کرو۔ ایٹم کا سینہ چاک کر کے زمین سے اس کا ہر جوہر نکال لو اس سے پہلے کہ نافرمان قومیں نکال کر زمین پر تباہی لانے کی رفتار اور تیز کر دیں“ ۱۳۹

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں یہ گنبد افلاک یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں تھیں پیش نظر کل تک تو فرشتوں کی ادائیں

آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ ۱۴۰

حوالہ جات

۱ سورہ التین:۴

۲ بنی اسرائیل:۷۵

۳ الجاثیہ:۱۳

۴ پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم ''قرآن کے جدید سائنسی انکشافات''، فیروز سنز لاہور، ۲۰۰۴ء ص:۲۸

۵ Robert Buiffualt, the Making of Humanity. London 919. P202

۶ A.K.M Ayub Ali, Contribution of Islam to the Advancement of Knowledge, National Hijra Committee Islamabad Vol.I

۷ علامہ محمد اقبال، ''کلیات اقبال''علم وعرفان پبلشرز، لاہور، ص:۴۴۶

۸ ابن منظور افریقی، ''لسان العرب مادہ سحر کے تحت

۹ ابونصیر حماد اسماعیل بن حماد الجوہری، الصحاح، دارالاحیاء والتراث العربی بیروت لبنان، مادہ سحر کے تحت

۱۰ جبران مسعود، الرائد، دارالعلم للملایسین، مادہ سحر کے تحت

۱۱ الیاس انطون الیاس، القاموس العصری، المطبعۃ العصریہ القاہرہ، مادہ سحر کے تحت

۱۲ امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مادہ سحر کے تحت

۱۳ ابن منظور افریقی، لسان العرب، مادہ سحر کے تحت

۱۴ الحج:۶۵

۱۵ امام فخرالدین رازی، التفسیر الکبیر، دارالکتب العلمیہ بیروت، المجلد الثانی عشر، ص:۵۵

۱۶ الجاثیہ:۱۳

۱۷ جلال الدین المحلیٰ والسیوطیؒ، تفسیر جلالین علی حامش بیضاوی مطبعۃ مصطفیٰ البابی، الحلبی، مصر، ج ۲، ص: ۳۰۲

۱۸ الجاثیہ: ۱۳

۱۹ علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، الجزء الخامس والعشر ون، ص: ۱۴۴

۲۰ عماد الدین ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور ج ۳، ص: ۱۱۹

۲۱ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، ج ۳، ص: ۷۹۷

۲۲ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۵، ص: ۲۵۵

۲۳ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ج ۳، ص: ۴۸۸

۲۴ ڈاکٹر فضل کریم، قرآن کے جدید سائنسی انکشافات، فیروز سنز لاہور، ص: ۲۰

۲۵ مرتبہ محمود نظامی، ملفوظات اقبال، لاہور، ص: ۵۱

۲۶ فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، ص: ۹۶

۲۷ جلال الدین السیوطیؒ، الاتقان فی علوم القرآن، مصطفیٰ البابی الحلبی القاہرہ ۱۳۲۹ھ، ج ۲، ص: ۱۳۹

۲۸ شیخ طنطاوی جوہری، القرآن والعلوم العصریہ، مطبوعہ مصر ۱۳۷۷ھ، ص: ۲۵، ۲۶

۲۹	الرعد: ۲	۳۰	ابراہیم: ۳۲	۳۱	ابراہیم: ۳۳
۳۲	النحل: ۱۲	۳۳	النحل: ۱۴	۳۴	الحج: ۶۱
۳۵	العنکبوت: ۶۱	۳۶	لقمان: ۲۰	۳۷	لقمان: ۲۹
۳۸	فاطر: ۱۳	۳۹	الزمر: ۵	۴۰	الزخرف: ۱۳
۴۱	الجاثیہ: ۱۲	۴۲	الجاثیہ: ۱۳	۴۳	البقرہ: ۱۶۴
۴۴	الاعراف: ۵۴	۴۵	النحل: ۷۹	۴۶	الحج: ۳۲
۴۷	الحج: ۳۷	۴۸	الانبیاء: ۷۹		

۴۹ ص:۱۸ ۵۰ ص:۳٦ ۵۱ الحاقہ:۷

۵۲ فواد عبدالباقی، معجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص:۳۴۷، ۳۴۸

۵۳ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، ج ۲، ص:۱۲۷

۵۴ مولانا محمد اکرم اعوان، اسرار التنزیل، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ منارہ چکوال، ج ۷، ص:۱۳۵

۵۵ فاطر:۱ ۵٦ یونس:۱۰۱ ۵۷ العنکبوت:۲۰

۵۸ الذاریات:۴۹ ۵۹ الانبیاء:۳۰

٦۰ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، قرآن سائنس اور تہذیب وتمدن، ص:۱۹۱

٦۱ الذاریات:۲۱

٦۲ ابن رشد، الکشف عن مناھج الادلۃ فی عقائد الملۃ، مکتبہ محمودیہ ازہر ۱۹٦۸ء، ص:٦۳

٦۳ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص:۴٦۸، ۴٦۹

٦۴ فواد عبدالباقی، معجم المفہرس للالفاظ القرآن الکریم، دار صادر، بیروت، ص:۴٦۸

٦۵ النحل:۱۱، ۱۳

٦٦ ڈاکٹر فاطمہ اسماعیل مصری، قرآن اور عقل، مترجم ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی، دارالتذکیر، کراچی، ص:۲۰۵

٦۷ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، مقدمہ (قرآن، سائنس اور تہذیب وتمدن) دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص:۲۴

٦۸ ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلام اور سائنس، اقبال اکادمی، لاہور، ص:۱

٦۹ محمد مسعود انصاری، ص:۳۰۵

۷۰ الاعراف:۱۷۹ اولھم اعین لا یبصرون بھا و لھم اذان لایسمعون بھا اولئك کالانعام بل ھل اضل و اولئك ھم الغفلون

۷۱ یونس:۱۰۱

۷۲ الملک:۱۰

۷۳ ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلام اور سائنس، اقبال اکادمی، لاہور، ص:۱۸

۷۴ سید قطب شہید، قرآن اور سائنس (ترجمہ محمد نجات اللہ صدیقی) ص:۶۳

۷۵ علامہ محمد اقبال، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ مترجم سید نذیر نیازی، ص:۱۳۵

۷۶ سید قطب، فی ظلال القرآن، ج۱، ص:۹۴

۷۷ علامہ یوسف القرضاوی، ایمان اور زندگی، اسلامک پبلشنگ ہاؤس،
لاہور، ۱۹۷۹ء، ص:۱۷۳

۷۸ منشی عبدالرحمٰن، خدا کہاں ہے، عالمی ادارہ اشاعت اسلامیہ، ملتان، ۱۹۸۳ء، ص:۳۱

۷۹ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ص:۸۵۸

۸۰ انشقاق:۱۶-۱۹

۸۱ منیر نظامی، قرآنی اشارات برائے تسخیر کائنات، الحمرا ہسٹری کارنر جھنگ، ص:۲۲

۸۲ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، ج ۳، ص:۹۹۸

۸۳ ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلام اور سائنس، ص:۱۷

۸۴ لطفی جمعہ، تاریخ فلاسفۃ الاسلام، ص:۱۸ (مقدمہ) ص:۵۸

۸۵ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، قرآن، سائنس اور تہذیب و تمدن (مقدمہ) ص:۵۸

۸۶ ایضاً

۸۷ البقرہ:۱۶۴

۸۸ ابراہیم عمادی ندوی، مسلمان سائنس دان اور ان کی خدمات، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور،
۱۹۸۷ء، ص:۹

۹۰ ایضاً، ص:۱۰۶

۹۱ محمد بن علان الصدیق الشافی، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، قرآن محل، کراچی،
ج ۲، ص:۳۶

۹۲ علی المتقی، علاء الدین، کنز العمال، ج ۳، ۱۰۲

۹۳ ایضاً

۹۴ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکوۃ المصابیح، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء، دہلی ج ۲،ص:۱۱۹، ج ۵۴۸۸۰

۹۵ محمود الالوسی بغدادی، روح المعانی، ج ۲۸،ص:۱۴۵

۹۶ منیر نظامی، قرآنی اشارات برائے تسخیر کائنات، الحمرا ہسٹری کارنر، جھنگ،ص:۹

۹۷ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، ابواب الفتن، باب ما جاء فی کلام السباع، نعمانی کتب خانہ، لاہور ج ۱،ص:۴۸۷

۹۸ محمود آلوسی، روح المعانی، ج ۳۰،ص:۸۳

۹۹ عماد الدین ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳،ص:۳۸

۱۰۰ منیر نظامی، قرآنی اشارات برائے تسخیر کائنات،ص:۹۴

۱۰۱ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج ۵،ص:۲۵۴

۱۰۲ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، ج ۲،ص:۱۲۷

۱۰۳ الزمر:۵

۱۰۴ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج ۷،ص:۵۳۸

۱۰۵ موریس بوکائیے، بائبل قرآن اور سائنس،ص:۲۰۳،۲۰۴

۱۰۶ عماد الدین ابن کثیر، تفسیر القرآن، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ج ۶،ص:۳۱۵

۱۰۷ ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ج ۶،ص:۳۱۵

۱۰۸ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا، تفہیم القرآن، ج ۴،ص:۵۲۸

۱۰۹ ایضاً،ص:۲۰

۱۱۰ فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، ج ۲،ص:۵۷۶

۱۱۱ ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، ج ۵،ص:۴۳۵

۱۱۲ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، قرآن، سائنس اور تہذیب وتمدن (مقدمہ) ص:۳۸

۱۱۳ مولانا شبیر احمد عثمانی، فوائد عثمانی، دارالتصنیف لمیٹڈ، کراچی، ص:۳۳۶

۱۱۴ حقانی میاں قادری، قرآن، سائنس اور تہذیب وتمدن، ص:۱۸۰

۱۱۵ الانفال:۶۰

۱۱۶ مولانا شبیر احمد عثمانی فوائد عثمانی، ص:۲۳۸

۱۱۷ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، ج ۲، ص:۵۷۷

۱۱۸ انسائیکلو پیڈیا، برٹانیکا، ج ۱۵، ص:۲۴۶

۱۱۹ P.K.Hitti, History of the Arabs, London, 1970, 119, P.30

۱۲۰ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، قرآن، سائنس اور تہذیب وتمدن، ص:۱۸۱

۱۲۱ موریس بوکائیے، بائبل، قرآن اور سائنس مترجم ثناء الحق صدیقی، ص:۱۸۸

۱۲۲ ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلام اور سائنس، ص:۹

۱۲۳ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر، معرکہ مذہب وسائنس، مترجم مولانا ظفر علی خان، لاہور، ص:۴۷

۱۲۴ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، ص:۸۳۴

****